UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/iournal.v4i01.297

پاکستانی معاشرے میں مروج رسوماتِ مرگ: اسلامی تعلیمات اور عیسائیت کی روشنی میں تقابلی جائزہ

Rituals and prevailing traditions related to Demise: Comparative study of Islamic and Christian teachings

Sabiha Azhar
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan.
< sabihaazhar.islamiat@gmail.com >

******Dr. Hafiz Nasrullah Khan***
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Pakistan.
< drhafiznasrullah@gmail.com>

Abstract:
Religious teachings play a vital role to develop customs and traditions of world-renowned societies. Islam and Christianity, both the Semitic Religions do believe in life after death and give injunctions to their followers regarding rituals of dead. For the salvation of humanity, Islam discourage all the irrational and useless customs developed by human themselves without any divine guidance. In all societies, rituals about death and dead body have very much importance. Some Muslim societies also develops non- Islamic customs regarding death which is discouraged by Islam. All other rituals which do not make a difference in the basic teachings of Islam, there is nothing wrong to follow these. This article compares the viewpoint of post-mortem with respect to Islamic and Christian teachings. By adopting qualitative research methodology, we come to this conclusion that Islam and Christianity are both natural and universal religions. Christianity has changed a lot with the passage of time. Due to which the original teachings have disappeared. On the other hand, Islamic teachings are based on its Original sources and principles even in present time. Hitherto, some wrong customs and traditions are taking root in the society due to ignorance of uneducated Muslims. There is a dire need to make people aware of true spirit of Islamic rituals about deceased.

Keywords: *Islam, Christianity, Death, Dead Body, Pakistan, Inter-religious, Harmony.*

تعارف

مرنے کے بعد انسان کی آخری رسومات کی ادائی بارے مذاہب میں تصورات مختلف ہیں۔ بعض مذاہب میں میت کو جلایا جاتا ہے جبکہ بعض میں میت کو کیمیکل لگا کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض میں میت کو کسی اونچی کھلی جگہ پر رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کو مکرم و محترم بنایا ہے جس کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

بھی لگایا جا سکتا ہے کہ دین فطرت میں مومن کی تکریم صرف اس کی حیات تک محدود نہیں ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کی تکریم و تعظیم لازم ہے۔اسی لیے مرنے کے بعد میت کو غسل و کفن دے کر تکریم و تعظیم کے ساتھ سپرد خاک کیا جاتا ہے بلکہ تمام مذاہب سماویہ میں اسی تکریم کے پیشِ نظر میت کو دفن ہی کیا جاتا ہے۔زیر نظر مقالہ میں موت اور میت سے متعلق آخری رسومات کا مختلف مذاہب کی تعلیمات کی روشنی میں تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے؛

عیسائیت میں حیات بعد الممات کا تصور:

عیسائی مذہب میں موت کے بعد کی زندگی کو فانی سمجھا جاتا ہے اور دنیاوی زندگی کو حقیقی زندگی تصور کیا جاتا ہے۔ ان کے نظریے کے مطابق مرنے کے بعد ہر عیسائی جنت میں جائے گا کیونکہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مصلوب (معاذاللہ) ہو کر ان کی غلطیوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔اب ان پر کسی گناہ کی کوئی سزا نہیں لہٰذا یہ اپنی زندگی سے خوش ہیں کہ جنت ان کی ہے جیساکہ قرآن میں یہود و نصاریٰ کے اس قول کو بیان کیا گیا ہے:

''وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ''[1]

مسیحیت میں عقیدہ آخرت بھی کافی اہمیت کا حامل ہے، مرقس میں یوم انصاف کے بارے میں پیشین گوئی موجود ہے کہ آخرت کا ایک دن مقرر ہے جس دن سب کو اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے اس دن سب کے اعمال نامے ان کو دیئے جائیں گے اور یہ ان کے فیصلے کا دن ہوگا۔اس کے علاوہ متی اور لوقا میں بھی آخرت کے عقائد کا تذکرہ ہے۔بعد میں پولوس نے مسیحیت کو یہودیوں کے لیے قابل قبول بنانے کے لیے اس میں تبدیلیاں کر دیں اور بنی اسرائیل کے اساسی تصورات کو اپنے زمانے کے مذاہب اور اقوام کے تصورات سے ملا کر ایک ملغوبہ تیار کر دیا چونکہ پولوس یہودی خاندان میں پیدا ہوا تھا اس لیے اس نے یوم انصاف کے بارے میں جو نظریات دیئے تو اس دن جج کی حیثیت سے یہودیوں کے یہواہ کی جگہ مسیح کو رہبری دی۔اس کے علاوہ Sheol میں مردہ کے مرنے کے بعد ادنی، ارفع حالتوں کا بھی نظریہ دیا۔کلیسا کے عقیدہ آخرت کے مطابق جنت، دوزخ، لافانی حیات بعد الممات حضرت مسیح کے ذریعے شفاعت اور جنت دوزخ کا ذکر ہے۔لیکن پولوس نے عقیدہ نجات کو اس میں شامل کرکے اگرچہ اسے بہت تیزی سے مقبولیت دلادی لیکن اس سے عیسائیت سراسر باطل مذہب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس میں اسرائیلی فکر اور خود حضرت عیسیٰ کی بیان کردہ تصور مسیح کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔آرنلڈ کا قول یہاں اہمیت کا حامل ہے:

"Jesus above the heads of his reporters"

جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عیسائیت کی اصل واساسی تعلیمات و تصورات موجودہ صورتحال سے بہت مختلف تھے۔ عیسائی مذہب سامی ادیان کا جزو ہونے کی وجہ سے ان کے ہاں بھی نعشوں کے ضیاع کے لیے تدفین یا(Intermant)کا طریقہ ہی رائج ہے۔مذہب کے انسائیکلو پیڈیا کے مطابق:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

"Christion followed in gernral the burual custons of Jews"[2]

اسی طرح World book Enceyclopacdia میں ہے:

''رومن کتھولک چرچ جلانے سے منع کرتے ہیں اگرچہ وہ قانون میں سزا کے طرز پر ایسا کر سکتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا ہے کہ عیسائی اپنے آپ کو جنت کا حق دار سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہے اگر نیکی کریں گے تو جنت ہے اگر نہیں کریں گے تو کہاں سے جنت ملے گی ؟ان کے نظریات ٹھیک نہیں ہیں کہ ہمارے لیے تو حضرت عیسی نے کفارہ دے دیا ہے''[3]

اسلام میں حیات بعد الممات کا تصور:

حیات بعد الممات کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے،اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اس عقیدے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ خاص طور پر مکی سورتوں میں اس عقیدے کے متعلق احکام بیان کیے گئے ہیں۔اسلام میں مرنے کے بعد ایک اور زندگی کا تصور ہے۔ جس نے اچھے کام کیے ہوں گے وہ جنت میں جائے گا اور جس نے برے کام کیے ہوں گے وہ دوزخ میں جائے گا۔[4] قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ''[5]

آخری الہامی مذہب اسلام کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ زندگی اور موت بھی اسی کے حکم سے ہے۔ البتہ ہر ذی روح نے اس عارضی دنیا سے چلے جانا ہے ماسوائے اللہ تعالی کی ذات پاک کے۔[6]

عیسائیت میں موت اور میت سے متعلق احکام ورسومات:

ذیل میں عیسائی مذہب میں مروجہ موت اور میت سے متعلقہ امور کو بیان کیا گیا ہے:

ا۔بسترِ مرگ:

عیسائیت کے ذیلی فرقوں میں تجہیز وتدفین کے طریقے مختلف ہیں۔ کئی امور اسلام اور یہودیت جیسے ہی ہیں تاہم کچھ تصورات میں تحریفات کی وجہ سے طریقہ تدفین میں فرق آجاتا ہے۔ جیسے تحریفات نے موت کے عمل میں روح نکلنے کی کیفیت کو عجیب دیومالائی شکل دے دی ہے۔لوقا میں ہے:

''جب ناپاک آدمی کی روح نکلتی ہے تو سوکھے مقامات پر آرام ڈھونڈتی پھرتی ہے اور جب نہیں پاتی تو کہتی ہے۔میں اپنے اسی گھر میں لوٹ جاؤں گی۔ جس سے نکلی ہوں اور آکر اسے جھڑا ہوا پاتی ہے۔پھر جا کر سات روحیں اور بری اپنے ہمراہ لے آتی ہے اور وہ اس میں داخل ہو کر بستی ہیں اور اس آدمی کا حال پہلے سے زیادہ خراب ہو جاتا ہے''[7]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/iournal.v4i01.297

عیسائیت میں وقت کے نزع کی حالت جب کوئی آدمی قریب المرگ ہوتا ہے تو اس کی شفا کے لیے روزے وغیرہ رکھ کر خصوصی دعائیں کی جاتی ہیں، نیز پادری اور کلسیا کے بزرگوں کو بلایا جاتا ہے۔کیتھولک فرقے میں دعا والے تیل سے حالت نزع میں مالش کی جاتی ہے جسے 'آخری مالش' کہتے ہیں۔جب موت واقع ہو جاتی ہے تو آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں اور جسم کو سیدھا کر دیا جاتا ہے۔

۲۔غسل اور کفن دینے کا طریقہ کار:

قریبی رشتہ دار اور دوست وغیرہ غسل کا اہتمام کرتے ہیں غسل سادہ پانی سے دیا جاتا ہے۔مرد کو مرد غسل دیتا ہے اور عورت کو عورت غسل دیتی ہے۔ پھر تمام جسم کو بڑی لینن کی چادر میں لپیٹ دیا جاتا ہے یا سفید 9 گز کی چادر ہوتی ہے جس کو تین جگہ سے باندھا جاتا ہے گردن، پاؤں اور کمر سے اس چادر کو لوبان کی دھونی دی گئی ہوتی ہے۔اب میت کو ایک اوپر کمرے میں ایک تخت پر لٹا دیا جاتا ہے۔یہ تمام عمل ابتدائی عیسائیت میں بوڑھی خواتین کرتی تھیں یا پھر میت کے عزیز واقرباء پھر میت کے عزیزوں کو چہرہ دیکھنے کی اجازت دی جاتی ہے تدفین سے پہلے آٹھ دس گھنٹوں کا وقفہ درکار ہوتا ہے۔

میت کو گھر سے لے کر جانا:

پادری میت کو گھر سے لیجانے سے پہلے مرنے والے کے گھر میں بائبل سے وہ آیات لے کر پڑھتا ہے جس میں مرنے والے کے عزیزوں کے لیے تسلی پائی جاتی ہے پھر کوئی زبور یا گیت وغیرہ گایا جاتا ہے۔عموماً آج کل زبور 16 گایا جاتا ہے میت لیجاتے ہوئے بھی زبور 16 کی آیات ہی عموماً گائی جاتی ہیں۔اس سے واضح ہوا ہے کہ عیسائیوں کے ہاں مرنے والے کی آخری رسومات مسلمانوں سے ملتی جلتی کی جاتی ہیں۔ان کو غسل دے کر کفن میں لپیٹ کر جنازہ کی دعا پڑھا کر قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

۳۔تابوت کا استعمال:

ابتدا میں میت لیجانے کے لیے عیسائیت میں تابوت کا استعمال نہیں کیا جاتا تھا تاہم آج کل نہایت اہتمام سے تابوت میں میت رکھ کر لیجائی جاتی ہے اور اس کے سمیت ہی دفن کیا جاتا ہے۔یہ تابوت عموماً لکڑی کا ہوتا ہے۔پروٹسٹنٹ فرقے میں اس بارے میں سختی نہیں اس لیے اگر استطاعت نہ ہو تو ویسے بھی دفن کیا جا سکتا ہے۔جب میت لیجائی جاتی ہے تو ساتھ دوست، رشتہ دار، بانسری والے، کرائے پر لیے جائے جاتے ہیں ماتم کناں بھی جاتے ہیں اور بین کئے جاتے ہیں کہ غم کا اظہار ہو پادری بھی ساتھ ہوتا ہے۔

عیسائیوں کی کتب مقدسہ سے حضرت عیسٰی کو (نعوذ باللہ) سولی سے اتارنے کے بعد جو تدفین کا طریقہ پتا چلتا ہے وہ یہ ہے (اگرچہ ان سارے بیانات میں اختلاف ہے۔ متی کے مطابق 'یوسف نے لاش لے کر صاف لینن کی چادر میں لپیٹا اور نئی قبر میں جو اس نے چٹان میں کھدوائی تھی رکھا پھر وہ ایک بڑا پتھر قبر کے منہ پر لڑھکا کر چلا گیا'[8] جبکہ مرقس کے مطابق 'اس نے ایک لینن کی چادر مول لی اور لاش کو اتار اس کو چادر میں کفنایا اور ایک قبر کے اندر جو

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

چٹان کھودی گئی تھی رکھا اور قبر کے منہ پر ایک پتھر لٹکا دیا'۔ لوقا میں بھی کم و بیش ایسے ہی الفاظ ملتے ہیں۔ یوحنا میں اس کی تفصیل بایں الفاظ زیادہ ہے 'بس وہ آکر لاش لے گیا اور نیک عین بھی آیا۔ جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا۔ اور پچاس سیر کے قریب مر اور عود میلا ہوا لایا۔ پس انھوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح کہ یہودیوں میں کفن و دفن کا دستور ہے اور جس جگہ وہ مصلوب ہوا وہاں ایک باغ تھا۔ اور اس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا۔ پس انھوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھ دیا کہ قبر نزدیک تھی۔[9]

اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیت میں مردے کے لیے ایک خاص قسم کا تابوت تیار کروایا جاتا ہے جس میں اس کو رکھ کر دفن کر دیا جاتا ہے اور مرنے والے کے لیے مغفرت کی دعا کی جاتی ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق تو حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ہی اللہ تعالی نے اوپر اُٹھا لیا تھا لیکن یہ بیانات ان کے ہاں یہودیت کے طریقہ تدفین کی پیروی کی وضاحت کرتے ہیں، جس میں کفن دفن وغیرہ کا ذکر ہے۔

۴۔ عیسائیت میں سوگ کا طریقہ اور تعزیت:

مسیحیت میں سوگ کے مختلف طریقے ہیں، مثلاً راکھ وغیرہ سر میں ڈالنا، یا اپنے آپ کو زخمی کرنا وغیرہ۔ سوگ کا لباس عام طور پر سادہ ہوتا ہے مخصوص نہیں ہوتا اسی طرح سوگ کا کھانا مخصوص نہیں ہوتا البتہ اگر بوڑھا آدمی مرے تو اچھا کھانا دیا جاتا ہے۔ سوگ کے لیے تین دن صف بچھائی جاتی ہے اور عزیز لوگ وغیرہ تین دن سوگ مناتے ہیں اور ساتواں چالیسواں وغیرہ ہوتا ہے۔ بیوہ کو خاوند کی وفات کے بعد سادہ لباس پہنایا جاتا ہے اور دو سال تک غیر شادی شدہ رہنا ہوتا ہے حالانکہ آجکل ایسی مثالیں نہیں ملتی۔ تعزیت کے لیے مرنے والے کے اہل خانہ کو تسلی وغیرہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں اور مرنے والے کے اچھے کاموں اور خوبیوں کو یاد کیا جاتا ہے۔

عیسائی مذہب میں مرنے والے پر خیرات کرنا:

خیرات کرنا مرنے والے کی جنات کے لیے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ جیسے Chrysostom اور Jerome ان ے کہا:

> *"Living alms at funeral is the act for relief of souls of the dead"….."Although the manner and forms of entombment were also steadily inclined by the various pagan practice, but Christian's newon lost the primitive faith and fullings which distinguished their early funeral customs and yet to the Christians the growe remained the sleeping place for those who were to ariss to newness of life"*[10]

اس سے معلوم ہوا کہ ان کہ ہاں مرنے پر جو رسومات ادا کی جاتی ہیں، وہ اسلام سے ملتی جلتی ہیں۔ نیز مرنے پر سوگ تین دن تک پھر کھانے کا انتظام اور مغفرت کے دعا کی جاتی ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

۵۔ قبر کی نوعیت:

ابتدا میں گاؤں یا شہر سے باہر قبرستان بنایا جاتا جو قدرتی غار یا چٹانی پہاڑی کی سمت ہو یا سادہ قبر بنائی جاتی جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے ابتدائی عیسائیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ تدفین کے لیے کیسی جگہ اور نوعیت اختیار کریں۔ عیسائیوں کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی جیسی تدفین ہوئی اس نے بعد کے طریقہ تدفین کو عیسائیوں کے ہاں مشکل کیا۔ اینسی آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کے مطابق پہلے ہر خاندان کے اپنے ذاتی مقبرے اور قبرستان ہوتے تھے جو اتنے بڑے ہوتے تھے کہ کافی لوگوں کے لیے گنجائش رکھتے تھے۔ اجتماعی طور چٹان غاروں میں دفن کا بھی رواج تھا اس کے آگے بڑا پتھر جنگلی جانوروں سے بچاؤں کے لیے رکھا جاتا تھا۔ یہودی عیسائی اپنے مقبروں میں سفیدی وغیرہ بھی کرتے تھے روم میں اور عام طور پر تمام مغرب میں مصر، شمالی افریقہ کے یہودیوں نے فلسطینی طریقہ تدفین ہی اپنایا ہوا تھا جو مقامی طریقوں پر مشتمل تھا اور اس کو عیسائیوں نے اپنے مخصوص طریقہ تدفین کے عرصہ تک ترقی دے کر آگے بڑھایا۔ یقیناً یہ طریقہ انھوں نے مقامی تہذیب اور اس وقت کے ملحدین سے لیا تھا اگرچہ عیسائیوں کے دفنانے کی جگہوں بہت زیادہ ترقی پا گئے۔ لیکن بہر حال یہودیوں اور فلسطینی تہذیب کے اثرات بہت زیادہ قبول کئے لیکن ابتدائی عیسائیت میں جو زیادہ چیز ہمیں نظر آتی ہے وہ سادگی تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تدفینی طریقہ کار میں بدل گئی۔

۶۔ تدفین:

شروع میں عیسائیت کے یہاں نہایت سادہ قسم کی تدفینی رسومات تھیں جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ پیچیدہ ہو گئی۔ اگرچہ یہ مختلف جگہوں اور علاقوں میں مختلف صورت حال رکھتے ہیں۔ لیکن یہ سب ایک ہی عمومی رجحان اور میلان رکھتے ہیں۔ ماتمی و تدفینی رسومات میں جزئیاتی تفصیلات بڑھتی گئیں اور لاشعوری ہوئی ہیں لیکن ابھی تک عیسائیت کے طریقہ تدفین میں وہی عقیدہ اور تصور ہے جو اس کا بنیادی خاصہ ہے اور جو اسے سامی ادیان کی کڑی بناتا ہے۔ دفن سے پہلے پادری دعا مانگتا ہے اس کے الفاظ مخصوص نہیں ہوتے لیکن اس قسم کی آیات ہوتی ہیں جس میں خدا، باپ، کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے پاک بندے کو اپنے پاس بلایا۔ اس موقع پر دعائے مغفرت وغیرہ نہیں مانگی جاتی کیونکہ مسیحیت میں دعائے مغفرت کا کوئی وجود نہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں کبھی کسی کو دعاؤں سے مغفرت نہیں ملتی بلکہ اگر کسی نے یسوع مسیح کو دل سے قبول کیا ہے تو اس کو نجات مل جاتی ہے۔ عیسائیوں کے ہاں قبر کم از کم چار فٹ گہری ہوتی ہے اور اس میں تابوت سمیت میت کو رکھ دیا جاتا ہے اوپر سے سیمنٹ کے تختے اور پھر مٹی ڈال دی جاتی ے قبر کا کچا یا پکا ہونا انسان کی استطاعت کے مطابق ہوتا ہے۔[11] ان میں جو تدریجی تبدیلیاں آئیں اس میں دو عالمگیر اثرات کارفرما تھے؛

- کلیسا کے نظریات و عقائد پر ثابت قدمی
- عالمی سطح پر الحادی رجحانات اور ماحول کا اثر

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

اس سے واضح ہوا کہ عیسائیوں کے ہاں مرنے والے کے لیے قبر تیار کی جاتی ہے۔ ان کی قبریں استطاعت کے مطابق کچی پکی بنائی جاتی ہیں ان پر اشعار وغیر لکھے جاتے ہیں۔ جیسے کے لاہور کے مشہور قبرستان گورا میں نظر آئی ہیں۔

۷۔ کتبہ کا خصوصی اہتمام:

قبر پر سر کی طرف صلیب کے نشان کا نام، بائبل کی کوئی آیت، پیدائش و موت کی تاریخ یا مرنے کی وجہ مثلا بیماری یا قتل وغیرہ لکھی جاتی ہے اس کے علاوہ اس قسم کے بھی فقرات ہوتے ہیں جس میں اگلی زندگی کی لافانیت کی امید کا اطراف ہوتا ہے۔ کتبات صرف نام، تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے ساتھ کچھ یادگاری الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ عیسائیت میں چرچ سے ملحقہ قبرستان میں شروع میں یہودی اور عیسائی اپنے مردوں کو ایک ہی قبرستان میں دفناتے تھے لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے الگ قبرستان ہونے لگے۔ ایسا پہلی صدی کے آخر میں ہوا جب یہودی عیسائیوں کے تصورات کو الحادی سمجھنے کی وجہ سے اور اپنی نسلی فوقیت کے باعث انھیں اپنے قبرستان میں جگہ نہ دیتے اور ویسے بھی جب پہلی صدی عیسوی کے اختتام پر عیسائیوں اور مسلمانوں میں جارجیت شروع ہوتی تو عیسائی اپنے شہداء کو بہت ہی مقدس سمجھتے تھے اس لیے وہ انھیں علیحدہ قبرستانوں میں دفناتے۔ لیکن بہت عرصہ تک ان کے لیے علیحدہ قبرستان کا قانون پاس نہ ہو سکا اور شام اور ایشیا وغیرہ میں یہ قبرستان الگ ہونے میں صدیوں کا عرصہ لگا۔ عیسائیوں کے الگ قبرستان ابتدائی طور پر روم کے علاقوں میں بنائے گئے۔ اور چرچوں سے ملحقہ قبرستان کا وجود ہوا اور باقاعدہ ان کے نام من بشپ وغیرہ کے نام پر رکھے جاتے۔ شروع میں جو فلسطین میں زمین دور قبرستان تھے انھیں (Cata Combs) کہا جاتا تھا۔[12]

ان عیسائیوں کی قبروں پر نام، عمر، اور بائیل کی آیت تحریر کی دی جاتی ہیں جو کہ غلط ہے۔ ایسا کرنے سے آیت کے بے حرمتی ہوتی ہے اور قبر بھی کافی عرصہ تک نشان بنا رہتی ہے۔

۸۔ برسی کا اہتمام:

عیسائیوں کے ہاں برسی کا اہتمام بہت زیادہ ہے۔ ٹرٹیولن (Tertullian) لکھتا ہے:

> *"As often as the anniversary comes round we make offeriings for the dead (Martyrs) as birthday donour"*[13]

گویا کہ ان کے شہداء کی برسیاں زیادہ خصوصیت کی حامل ہیں۔ دوسری صدی عیسوی تک عیسائیوں میں تدفینی رسومات میں سادگی کا خیال رکھا جاتا تھا۔ لیکن چوتھی صدی کے بعد سے سب کچھ اہتمام سے ہونے لگا جن میں علیحدہ قبرستان، خاص قسم کے پتھروں سے قبریں بنوانا اور ہر طبقے کے الگ سے گورکن ہوتے اس کے علاوہ ماہرین تعمیرات کی خدمات بھی حاصل کی جائیں اور برسی کا موقع اتنا اہتمام اختیار کر گیا کہ تہوار ہو گیا۔ اور اب تیسرا، ساتوں اور تیرھواں بھی اہتمام سے منایا جاتا ہے۔[14]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

ڈائیوڈ بڈنی لکھتے ہیں:

"اجتماع برسی کارواج مشرقی تقلید پسند اور رومن کتھولک ایگلیکن میں ہے یہ ہر سال دو نومبر کو منایا جاتا ہے جیسے تمام روحوں کا دن (All soul's day) کہتے ہیں۔ بعض جگہوں پر تو یہ باقاعدہ تقریبی صورت میں ہوتا ہے جس میں قبروں پر جانا، دعوت منعقد کرنا شامل ہے اسکے علاوہ یہ دن مردوں اور زندوں کے درمیان تعلق کے استحکام کے لیے بھی منایا جاتا ہے"

ٹاس فینا، اس دن کے بارے میں اپنے محسوسات میں لکھتی ہے:

"Let's bring aor laughter to the dead and throw aur songs on their breasts tomorrw we shall weep and all the long year through, but today lets take our laughter to the dead"[15]

اسلام میں موت اور میت سے متعلق احکام اور پاکستانی معاشرہ میں رائج رسومات:

قریب المرگ کے لئے احکامات:

جب کسی پر موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو مسنون یہ ہے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے اور اس کو داہنی کروٹ پر لٹا دیا جائے۔ جبکہ پیٹھ کے بل یعنی چت لٹانا بھی جائز ہے، اس طرح کہ دونوں پیر قبلہ کی طرف ہوں اور سر ذرا سا اونچا کر دیں تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور آسمان کی طرف نہ رہے۔ فی زمانہ یہی صورت رائج ہے اس لئے کہ اس میں روح نکلنے میں زیادہ آسانی ہے۔ یہ سب صورتیں اس وقت ہیں جبکہ مریض کو تکلیف نہ ہو، اگر اس کو تکلیف ہو تو جس طرح اس کو آرام ملتا ہو اسی طرح اس کو لیٹا رہنے دیں البتہ جو شخص زنا کے سبب سے سنگسار ہو اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں کیا جاتا۔[16] اس وقت بہتر ہوتا ہے کہ اس کو کلمہ شہادتین یا کلمہ طیبہ کی تلقین کی جاتی ہے۔ تلقین کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے پاس بلند آواز سے اس طرح پڑھیں کہ وہ سن سکے۔[17]

نیز مسلمانوں کے ہاں قریب المرگ کے پاس سورہ یسین پڑھنا بھی مستحب سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

"اقْرَءُوا يس عَلَى مَوْتَاكُمْ"[18]

اسی طرح در مختار میں بیان ہوا ہے:

"ويلقن ندبا وقيل وجوبا بذكر الشهادتين لأن الأولى لاتقبل بدون الثانية عند قبل الغرغرة"[19]

تلقین کے معانی فہمائش کے ہیں اور یہاں یہ مراد ہے کہ مرنے والے کے پاس کلمہ اس طرح پڑھا جائے کہ وہ سن کر ساتھ میں پڑھے۔ مقصد یہ ہے کہ مرنے والے کا آخری کلام دینا میں کلمہ شہادت ہو اگر ایک مرتبہ بھی وہ کلمہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

پڑھ لے تو مزید کے لیے اصرار نہ کیا جائے ہاں اگر ایک دفعہ پڑھنے کے بعد مرنے والا کوئی دنیاوی بات کرے تو دوبارہ کلمہ پڑھنے کے لیے کہا جاسکتا ہے یہ تلقین بالا جماع مستحب ہے اور تلقین کرنے والا ایسا شخص ہو جو اس کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ مختلف احادیث مبارکہ سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرنی چاہیے۔[20]

روح نکل جانے کے بعد کے احکام:

جب کوئی مسلمان مر جائے اور اس کی روح بدن سے نکل جائے تو اس کے تمام اعضاء درست کر دیں۔منہ (یعنی جبڑے) باندھ دیتے ہیں۔جس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک چوڑی پٹی سے داڑھی بندھ کر گرہ اس کے سر اوپر لگا دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں۔ موت کے وقت اس کے سامنے عزیز ترین لوگ اور دوستوں کا موجود ہونا امر مستحب ہے اور اس وقت مرنے والے کے لیے اور حاضرین کے لیے کثرت سے دعائیں مانگنا بھی مستحب ہے۔حضرت ام سلمۃ بیان کرتی ہیں:

''قالت دخل رسول اللهﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ، فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ: لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ، ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ''[21]

''حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ کی عیادت کو آئے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں پھر ان کو بند کر دیا اور فرمایا جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں اور لوگوں نے ان کے گھر میں رونا شروع کر دیا تو آپ نے فرمایا اپنے لیے آچھی ہی دعا کرو اس لیے کہ تمہاری باتوں پر فرشتے آمین کہتے ہیں پھر آپ نے دعا فرمائی یا اللہ بخش دے ام سلمہ کو اور بلند کر ان کا درجہ ہدایت والوں میں اور تو ان کے باقی رہنے والے رشتہ داروں کو بخش دے اور ان کی قبر کو روشن کر دے''

مرنے کے بعد میت کا بوسہ لینا احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ میت کا بوسہ لینا جائز ہے اور حضرت ابو بکر صدیق نے حضور نبی کریم ﷺ کی رحلت پانے کے بعد بوسہ لیا تھا۔اسلام کے مطابق مرنے کے بعد مرنے والا کچھ دیر اپنی روح کے پیچھے لگا رہتا ہے اور اس کی روح پرواز کرکے عالم ارواح میں چلی جاتی ہے۔جہاں وہ ایک خاص عرصہ وہ رہے گی اور پھر روزہ قیامت واپس اس کے جسم میں آجائے گی اس روز اس کا حساب کتاب ہو گا وہ بہت مشکل دن ہو گا۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

میت کے لیے دعائے خیر اور رشتہ داروں کو اطلاع دینا:

جب موت واقع ہو جائے تو جس شخص کو اس کا پتہ چلے یا اطلاع ملے تو وہ اس پر دعا پڑھتا ہے۔ جنازے کی تیاری اور اطلاع مرگ میں اتنا انتظار واجب ہے کہ موت کا یقین ہو جائے پھر جنازے کی تیاری اور دفن میں جلدی کرنی چاہیئے۔ اور لوگوں کو موت کی اطلاع دینے میں جلدی کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جنازے میں شریک ہو جائے۔ موت کی اطلاع دینا حدیث سے ثابت ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کو ایک شخص کے مرنے کی اطلاع کچھ عرصے بعد ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے اس وقت اطلاع کیوں نہ دی تو ان نے معذرت کی اور کہا کہ جنازہ بہت رات کو اٹھا تھا اور رات بہت تاریک تھی اس لیے ہم اطلاع نہ دے سکے:

''مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوهُ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُونِي؟ قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ''[22]

مسلم معاشرے بالخصوص پاکستان میں مرنے والے کی موت کی خبر اس کے رشتے داروں، پڑوسیوں، اور دوستوں کو دی جاتی ہے تاکہ وہ اس کی نماز جنازہ میں شامل ہو جائیں اور اس کے گھر والوں کے دکھ میں شریک ہو جائیں نیز کفن و دفن میں ساتھ دیں۔ اور ایسی طرح دیہاتوں اور شہروں کی مسجدوں میں اعلان بھی کروایا جاتا ہے تاکہ لوگوں کی کثرت نماز جنازہ میں شامل ہو جائے اور اس کے گھر والوں کے دکھ میں بھی شامل ہو جائے۔

میت پر غم و حزن:

بلاشبہ کسی بھی شخص یا عزیز کی موت پر دکھ ضرور ہوتا ہے لیکن بعض دوسری ثقافتوں کی طرح اس سوگ یا ماتم کو تماشا یا مصیبت ناک صورت حال نہیں بنا لینا چاہیے بلکہ اسلام میں اس تلخ حقیقت کو صبر و تحمل سے برداشت کرنے کی تلقین کی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ -الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ''[23]

''ہم تمہیں خوف، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو جو مصیبت پڑنے پر کہتے ہیں بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہی ہیں جن پر اپنے رب کی طرف سے دعائیں و رحمتوں ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہوں گے''

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

اسلام میں نوحہ و ماتم کی ممنوع ہے اور صبر کی تلقین کی گئی ہے اور رونے، پیٹنے اور گریبان پھاڑنے اور گال پیٹنے کو جہالت کی رسوم میں سے بتایا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ، فَأَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَشِيَّةٍ، فَقَالَ: «أَقَدْ قَضَى؟» قَالُوا: لَا، يَا رَسُولَ اللهِ فَبَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا، فَقَالَ: «أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا - وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - أَوْ يَرْحَمُ»[24]

"حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہا ایک مرتبہ سعد بن عبادہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود کو ساتھ لیے ہوئے ان کی عیادت کو آئے آپ جب اندر تشریف لائے تو ان کو نمائشیہ کی حالت میں پایا آپ نے ان کی حالت اسطرح دیکھی تو فرمایا ختم ہو چکے تو لوگوں نے کہا نہیں تو رسول اللہ کو ان کی حالت دیکھ کر رونا آ گیا لوگوں نے جب آپ پر آبر کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ 'الا تسمعون ان الله لا يعذب بدقع العلمين الا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا واشا ر الى لسانه اوير فهم'۔ سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا بلکہ وہ تو اس پر عذاب کرتا ہے آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا یا اسی سے رحم کرتا ہے"

اسی طرح جہالت کی طرح غم کے اظہار پر منع فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الجُيُوبَ وَضَرَبَ الخُدُودَ وَدَعَا بِدَعْوَةِ الجَاهِلِيَّةِ"[25]

"وہ ہم میں سے نہیں جو شخص گال پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی طرح پکارے"

دیگر احادیث سے ہمیں جو اظہار غم کی اجازت ملتی ہے جو انسان کے فطری غم برداشت نہ کر سکنے کے پیش نظر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رونے کی اجازت اس لیے دی کہ غم کی حالت میں آنسو کا آنا فطری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے لیے جملہ استرجاع (اناللہ) کہنا اور اللہ کی قضا پر راضی رہنا مسنون قرار دیا۔ نیز یہ امور گریہ چشم و غم

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

دل اسلام کے منافی نہیں ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر رقت کے باعث رو دیئے تاہم آپ ﷺ کا قلب اللہ تبارک تعالی کی رضا و شکر سے بھر پور اور زبان اس طرح کہ ذکر و حمد میں مشغول رہااور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ''[26]

''آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم میں ہے اور زبان سے ہم وہ ہی کہیں گے جو اللہ تعالی کو پسند ہے۔ اور اے ابراھیم تمھاری جدائی کا ہم کو صدمہ ہے''

اسلام میں غسل میت:

مردے کو غسل دینا زندوں کے اوپر فرض کفایہ ہے اور غسل صرف ایک بار فرض ہے۔ اجماع امت ہے کہ مردے کو غسل دینا مردے کا زندوں پر حق واجب ہے۔اگر پانی دستیاب نہ ہو یا نہلانے کے قابل جسم نہ ہو تو تیمّم کر لیا جائے میت کو غسل دینے کا حق اقرب ولی کو ہوتا ہے۔ میت کو غسل دینے کے بعد اس کے قریب بیٹھ کر بلند آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے اسلام اس بات کے خلاف ہے کہ میت کے قریب بلند آواز میں رویا جائے۔ نیز اس کی تجہیز وتدفین و نماز جنازہ وتدوین بھی فرض کفایہ ہے۔اگر کوئی میت بغیر غسل و کفن و نماز جنازہ کے دفن کر دی جائے تو وہ تمام مسلمان جن کو اس کی خبر تھی گناہ گار ہوں گے لیکن اگر بعض مسلمان اس فرض کو ادا کر دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے۔

غسل کا طریقہ:

میت کے غسل کا مسنون طریقہ کار یہ ہے کہ جب گور و کفن کا سب سامان ہو جائے تو اس کو نہلانا چاہیے، بلکہ یہ ہے کہ جب اس کی موت کا یقین ہو جائے تو جلدی ہی میت کو کسی ایسے تخت یا بڑے تختہ وغیرہ پر لٹا دیتے ہیں جس پر غسل دینا مقصود ہو۔ پاکستان میں یہ بھی رائج ہے کہ اس تخت کو میت کے رکھنے سے پہلے طاق مرتبہ خوشبو کی دھونی دے دی جاتی ہے تاکہ بو کا ازالہ ہو سکے۔خوشبو کی دھونی دینے کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ انگیٹھی کو جس میں لوبان یا اگر بتی وغیرہ سلگائی ہو ایک بار یا تین بار یا پانچ بار یا سات بار تخت کے گرد چاروں طرف پھیرا جاتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ پاکستان کے بعض دیہاتی علاقوں میں میت کو تخت پر شر قا غر بالٹا دیتے ہیں۔ جہاں پر میت کو غسل دیتے ہیں وہاں پر پردہ کے اہتمام کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس میت کو ستر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑے سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ غسل دینے والا شخص اپنے دونوں ہاتھوں پر کوئی کپڑا (تھیلی کی طرح کا) لپیٹ لے جو میت کے بدن کو مس کرنے کا مانع ہو اور جو کپڑا ناف سے زانو تک پڑا ہے اس کو اندر سے نجاست کے مقام کو دھو دے کیونکہ جس طرح کسی کے ستر کو دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح بغیر حائل ستر کو چھونا بھی حرام ہے پھر میت کو نماز کا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

سا وضو کرواتے ہیں لیکن اس وضو میں کلی نہیں کرواتے اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالتے ہیں۔اس لیے کہ پھر ناک اور منہ سے پانی نکلنا ناممکن یا دشوار ہوگا۔[27]

نیم گرم پانی سے غسل دینا افضل ہے پانی کو بیری کے پتوں میں گرم کیا جاتا ہے۔ میت کو بائیں کروٹ پر لٹا دیتے ہیں تاکہ دائیں کروٹ پر پانی پڑے جو کہ سنت ہے کہ داہنی طرف سے نہلانا شروع کریں اور بیری کے پتوں میں جوش دیا ہوا پانی اس میت پر ڈالیں۔ اس طرح تین مرتبہ پانی ڈال کر نہلاتے ہیں جب تک کے پانی بدن کے تخت سے ملے ہوئے حصہ تک پہنچ جاتا ہے اس کے بعد میت کو اپنے بدن کا سہارا دے کر ذرا ہٹا دیتے ہیں اور اس کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ پھرتے ہیں تاکہ جو کچھ نجاست نکلنی ہو نکل جائے اور کفن ملوث نہ ہو اور اس کے نکلنے سے وضو اور غسل کا اعادہ نہیں کرتے کیونکہ اس سے وضو اور غسل میں کچھ نقصان نہیں ہوتا اور ہر چیزیں میت کے حق میں حدث نہیں ہوتی کیونکہ موت خود ایک حدث ہے جب وہ اس کے غسل اور وضو میں اثر انداز نہیں ہوتی ۔اب جو نجاست اس کے بدن سے نکلے گی صرف وہی مقام دھویا جائے گا سارا غسل یا وضو کا اعادہ ضروری نہیں۔ پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیروں تک تمام بدن پر تین مرتبہ ڈالتے ہیں اور اس طرح تمام بدن تین مرتبہ دھل جاتا ہے۔ تو سارے بدن کو کسی پاک کپڑے سے پونچھ دیتے ہیں تاکہ اس کے کفن کے کپڑے نہ بھیگ جائیں اور کپڑا رومال وغیرہ جس سے پونچھا کیا تھا اب بھی پاک ہے جیسا کہ زندہ آدمی غسل کے بعد رومال یا تولیہ وغیرہ سے بدن پونچھا جاتا ہے اور وہ پاک رہتا ہے۔ غسل دیتے وقت میت کے چہرہ پر روئی رکھتے ہیں اور ناک ،کان اور منہ میں روئی بھر دیتے ہیں تاکہ پانی منہ ، ناک اور کانوں میں نہ جائے۔

میت کی نماز جنازہ:

جب کسی میت کی نماز جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھتی ہے جس کی تعداد ایک سو ہو جاتی ہے اور سب اس کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ ان کی دعا قبول فرماتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ''[28]

''کوئی میت ایسی نہیں جس کی نماز جنازہ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ادا کرے جن کی تعداد سو ہو جائے اور سارے کے سارے اس کے لئے سفارش کریں اور ان کی سفارش اس کے حق میں قبول نہ کی جاتی ہو''

حضرت عوف بن مالک (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نماز جنازہ پڑھی تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعاؤں میں سے یاد کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے:

''اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنْ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

مِنْ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ''[29]

''اللہ اس کو بخش اور رحم کر اور اسے عافیت عطا فرما اور اسے معاف فرما اور اس کے اترنے کو مکرم بنادے اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اسے پانی،برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے اور اسے کے گھر کے بدلے بہتر گھر عطا فرما اور گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما اور عذاب قبر سے بچا اور جہنم کے عذاب سے بچا''

میت کو قبر میں اتارنا:

مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے کہ وہ سمت معظم ہے اور ساتھ دعا پڑھی جائے۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم جب میت کو قبر میں رکھتے تو دعا پڑھتے:

''بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ''[30]

رسومات کا تقابلی جائزہ:

اسلام میں غسل بیری کے پتوں کے ساتھ پانی گرم کرکے دیا جاتا ہے۔ جبکہ عیسائیت میں غسل سادا پانی سے دلایا جاتا ہے۔اسلام میں مرد کے کفنِ سنت میں قمیص ازار اور چادر شامل ہیں، جب کہ عورت کے کفنِ سنت میں ان تین کپڑے کے ساتھ ساتھ سینہ بند اور سر کی اوڑھنی (سربند) بھی شامل ہے، عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ (چادر) بچھا کر اس پر ازار بچھایا جاتا ہے پھر کرتہ (قمیص) کا نچلا نصف حصہ اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھا جاتا ہے جبکہ عیسائیت میں تمام جسم کو بڑی لینن کی چادر میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اسلام میں میت کو سامنے رکھ کر قرآن یا کوئی بھی کلام پڑھنے کی مثال نہیں ملتی۔ پاکستانی معاشرہ میں میت کی تکفین کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔ آج کل منظوم کلام پڑھنا بھی عام ہوتا جارہا ہے۔ جبکہ عیسائیت میں میت پر منظوم کلام پڑھا جاتا ہے۔اسلام میں میت کی نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے اور اس میں بخشش کی دعا کی جاتی ہے۔ جبکہ عیسائیت میں دفن سے پہلے پادری دعا مانگتا ہے۔اسلام اور عیسائیت دونوں میں میت کو قبر میں دفنا دیا جاتا ہے اسلام میں قبر بنانے کے دو طریقے ہیں جو کہ ہر علاقے میں مختلف ہیں:

ایک 'لحد' (بغلی) یہ تقریباً دو فٹ تک زمین کو سیدھا نیچے کھود کر پھر گڑھے میں قبلہ کی طرف مزید اضافہ کیا جاتا ہے۔ قبر کی یہ قسم پتھریلی اور سخت زمینوں میں بنائی جاتی ہے۔اور دوسری قسم 'شق' (شگاف)۔ یہ سیدھا (مستطیل) گڑھا ہوتا ہے جبکہ عیسائیوں کے ہاں قبر کم از کم چار فٹ گہری ہوتی ہے اور اس میں تابوت سمیت میت کو رکھ دیا جاتا ہے اوپر سے سیمنٹ کے تختے اور پھر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

تدفین کے بعد اجتماعی دعائے مغفرت سنت سے ثابت نہیں ہے۔عیسائیت میں مغفرت کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ قبر پر کتبہ لگانا اسلام میں ثابت نہیں ہے جبکہ پاکستان میں کتبہ کا رواج عام ہو رہا ہے۔البتہ عیسائیت میں کتبہ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسلام میں سوئم،دسواں،بیسواں،تیسواں، چالیسواں اور برسی کی کوئی حقیقت نہیں۔پاکستانی معاشرے میں سوئم، دسواں، بیسواں، تیسواں، چالیسواں اور برسی بڑے اہتمام سے کی جاتی ہےالبتہ عیسائیت میں ان رسوم کو اہتمام سے کیا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث:

کسی معاشرے کے رسم ورواج میں تہذیب وثقافت، طرز معاشرت اور مذہبی عقائد کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔رسم ورواج کی بقاء یا بیخ کنی کے لیے شریعت نے کچھ اصول وضوابط مقرر کر رکھے ہیں ان میں سے اصولی کلیہ یہ ہے کہ جو رسوم اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں ان کی حوصلہ شکنی کی جائے اور جن رسومات سے اسلام کی بنیادی تعلیمات میں کوئی فرق نہیں پڑتا انکے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔جس کو فقہی اصطلاح میں عرف وعادت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس مضمون میں موت کے بعد کی رسومات کا اسلامی اور عیسائی معاشرے کو مد نظر رکھتے ہوئے تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔جس سے مقالہ نگار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اسلام اور عیسائیت دونوں فطری و آفاقی مذاھب ہیں۔وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ عیسائی مذہب میں تو بہت تبدیلیاں ہو چکی ہیں جسکی وجہ سے اصل تعلیمات ناپید ہو چکی ہیں۔دوسری طرف اسلامی تعلیمات اپنی اصل پر قائم ہیں لیکن معاشرے میں چند غلط رسم ورواج جڑ پکڑتی جا رہی ہیں۔جن کا خاتمہ وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ لوگوں کو اصل تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] البقرۃ:۱۱۱.

[2]-The Encyclopedia of Religion, Encyclopedia of the Social Sciences, (The Macmillan company, New York 1950), iv,251

[3]

[4] عبداللہ بن محمد ابن أبي الدنیا،**کتاب من عاش بعد الموت**(بیروت: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ۱۴۱۳ء)، ۲:۱۴۵.

[5] القارعۃ:۶تا۱۱.

[6] الرحمٰن:۲۶،۲۷.

[7] عبدالوحید،**عیسائیت انجیل اور قرآن کی روشنی میں**(لاہور: علمی کتب خانہ، ۲۰۰۸ء)،۱۶۱.

[8] متی،۲۵.

[9] مرقس،۱۵،۴۶.

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.297

[10]۔ Ency of Religion and Ethics, op.cit, 458

[11]متی،۲۵۔

[12]The world book Ency,opcit, V, 2369

[13]

[14]Ency of Religion and Ethics,op.cit,457

[15]The Encyclopedia Americana, U.S.A ,1961, VIII,543

[16]قریب الموت کی علامت سانس اکھڑ جائے، سانس جلدی جلدی چلنے لگے، دونوں پاؤں سست ہو جائیں، ناک ٹیڑھی ہو جائے، دونوں کنپٹیاں بیٹھ جائیں اور اندر کو دھنس جائیں، نیزان میں گڑھے پڑ جائیں، خصیوں کی کھال کھچ جائے، منہ کی کھال تن جائے اور اس میں نرمی معلوم نہ ہو۔

[17]محمد بن یزید ابن ماجہ، **السنن** (الریاض: دارالسلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۱۴۴۶۔

[18]أبوداود سلیمان بن الأشعث، **السنن** (الریاض: دارالسلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۳۱۲۱۔

[19]محمد احسن صدیقی، **درمختار الموسوم**، رائے سیہو وہن لعل، (جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن، 1943ء)، 443۔

[20]بدیع الزمان، **جائزہ الشعوذی** (اسلام آباد: مجلس تحقیقات و نشریات، ۱۹۷۲ء)، ۳۶۳۔

[21]مسلم بن الحجاج، **الصحیح** (الریاض: دارالسلام، ۲۰۰۰ء)، حدیث: ۹۲۰۔

[22]محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح** (الریاض: دارالسلام، ۲۰۰۰ء)، حدیث: ۱۲۴۷۔

[23]البقرۃ: ۱۵۵، ۱۵٦۔

[24]مسلم بن الحجاج، **الصحیح**، حدیث: ۹۲۴۔

[25]محمد بن عیسی الترمذی، **السنن** (الریاض: دارالسلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۹۹۹۔

[26]أبوداود، **السنن**، حدیث: ۳۱۲٦۔

[27]عبدالرحمن، **کتاب الفقہ فی مذاہب اربعہ** (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء)، ۲: ۲۵۰۔

[28]مسلم بن حجاج، **الصحیح**، حدیث: ۲۱۹۱۔

[29]مسلم بن حجاج، **الصحیح**، حدیث: ۲۲۲۵۔

[30]محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۸۳۴، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰۔